النجاة في تصور النبي في الصلاة
تصنیف لطیف
حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو الصالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی
رحمۃ اللہ علیہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ

النجاۃ فی تصور النبی فی الصلوۃ

از

شمس المصنفین، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان،خلیفہ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ ابو الصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہ میں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے ۔(شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امابعد! تشہد میں التحیات پڑھتے وقت ''السَّلاَمُ عَلَيْکَ أَيُّهَا النَّبِيُّ''إِلَى آخِرِہٖ پر اس تصور میں ڈوب جائے کہ میں اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ(رُو برو) سلام عرض کررہاہوں یہی اَہلِ حق کا مذہب ہے اس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں گزری لیکن وہابیہ، دیوبندیہ فرقہ کہتا ہے کہ یہ تصور نہ ہو بلکہ ایسا تصور شرک بلکہ بدترین شرک ہے اس عقیدے پر اُن کو مولوی اسماعیل دہلوی نے لاکھڑا کیا ہے ورنہ اس سے قبل اس طرح کسی کا عقیدہ نہ ہوا۔ذیل میں ہم مولوی اسماعیل دہلوی کی اصل عبارت مع اُردو پیش کرتے ہیں۔

عبارت فارسی صراطِ مستقیم مرتبہ مولوی اسماعیل دہلوی

''ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ''از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است وصرف ہمت بسوئے شیخ وامسال آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم)بچندیں مرتبہ بدتراز استغراق در صورت گاؤ وخر خوداست کہ خیال آں باتعظیم راجلال بسوید ای دل انسان مے چید بہ خلاف خیال گاؤخر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ ومہتری بود واین تعظیم واجلال غیر کہ درنماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد (1)

عبارت اُردو صراطِ مستقیم

یعنی ''ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ'' اندھیرے میں جو درجے ہیں بعض سے بعض اُوپر ہیں۔زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کی مجامعت (ہم بستری)کا خیال بہترہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم)ہی ہوں اپنی ہمت کو لگادینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق (ڈوبے)ہونے سے بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تو تعظیم وبزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتاہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اسی قدر چسپیدگی (پختگی)ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتاہے اور غیر کی یہ تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے۔(2)

انتباہ)جیسے ہمارے دور میں دیوبندی، وہابی فرقہ کے چھوٹے بڑے مولوی اسماعیل دہلوی کی اس گندی اور نجاست بھری عبارت کی تاویل کرنے میں زور لگا رہے ہیں اسی طرح مولوی اسماعیل نے یہ مسئلہ اپنے پیرومرشد سیداحمد بریلوی کی تائید میں کھڑا کیاجبکہ اس نے ایک غلط مسئلہ ظاہرکیا اوراپنے پیرومرشد اور اُستاد کے خلاف کیا اور ایک نئی بدعت ایجاد کی گویا یہ مسئلہ شرعی نہیں بلکہ اپنے بڑوں کی غلطی کو چھپانے کی غلط تدبیر ہے۔اس کے پیرومرشد کی تفصیل فقیر کے رسالہ ''نماز میں تصورِ رسول پر شرک کا فتوٰی بدعت ہے''میں ہے۔

فقط والسلام

---

1) عبارت فارسی صراطِ مستقیم مرتبہ مولوی اسماعیل دہلوی،مطبوعہ مکتبہ سلفیہ،صفحہ 86، لاہور

2) اُردو صراطِ مستقیم،صفحہ126، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان

27 محرم الحرام 1405ھ بروز بدھ

(گزارشاتِ تفصیلی)

قارئین کرام!عباراتِ فارسی واُردو ہر دونوں ہم نے لکھ دی ہیں تاکہ فارسی دان حضرات اصل عبارت اور اُردودان اس کے ترجمہ کا بغور مطالعہ فرمائیں اور بریلوی دیوبندی نزاع(جھگڑے) سے ہٹ کر خود سوچیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی عظمت و مرتبہ کی بلندی کی جو تشریح و تفصیل قرآن و حدیث وکتبِ اسلاف نے پیش کی ہے اُسے ذہن نشین کرنے کے بعد اپنے ایمان سے پوچھیں کہ صراطِ مستقیم کی مندرجہ بالا عبارت میں نبی اکرم، سیدِ عالم، شفیعِ معظم، رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی و بے ادبی کی گئی ہے یا نہیں۔مجھے ایمانی اقتضاء (اطاعت)کے پیشِ نظراس امر کا یقین ہے کہ ہر صحیح الفہم و ایمان(دُرست ایمان و عقل والا) یہی کہے گا کہ اس عبارت کا کوئی پہلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی سے خالی نہیں کیونکہ اس عبارت میں نبی کریم، شفیعِ اُمت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے کے مقابلہ میں ذکر کرکے یہ کہا گیا ہے کہ اگر کوئی نماز ی نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب صرف ہمت کرے یعنی آپ کا خیال اپنے ذہن میں لائے تو یہ بیل اور گدھے کے خیا ل میں ڈوبنے سے بدرجہا بدتر ہے۔قطع نظر علمی تحقیق کے صرف لفظوں سے صاف واضح ہوتاہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال لانا گدھے، بیل اور عورت کے جماع کے خیال سے بدرجہا بدتر ہے اگر یہ مفہوم گستاخی وبے ادبی نہیں تو پھر دین واسلام کا خدا حافظ۔

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ)اُویسی غفرلہٗ دردمندانِ اسلام سے گزارش کرتاہے کہ اصل عبارت کو باربار پڑھیں پھر یہ خیال نہ لائیں کہ لکھنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ لکھا ہوا کیا ہے۔اس کے بعد فیصلہ فرمائیں کہ واقعی اس عبارت میں گستاخی ہے یا نہیں۔اگر ہے تو پھر جو فیصلہ ایک گستاخ اور بے ادب کے متعلق سمجھ آئے اس لکھنے والے اور اس عبارت کو صحیح اور حق ماننے والوں سے برتاؤ کیجئے۔

عذرِ گناہ بدتراز گناہ) افسوس ہے کہ بعض لوگ کلمہ ٔ اسلام پڑھنے کے باوجود مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی کی اس عبارت کو بے غبار(بے عیب) بلکہ عین اسلام ثابت کرنے کے لئے بُہتیرے (بہت زیادہ)ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن باوجود ہزارکوشش کے آج تک کوئی معتبر تاویل پیش نہیں کرسکے۔جو کسی دانشور وباہوش انسان کو مطمئن کرنے میں مُمِد(مددگار) ثابت ہو۔اس معاملہ میں بُری طرح ناکام رہے ہیں اور خواہ مخواہ کاغذ سیاہ کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں کرسکے۔

یوں سمجھئے کہ جتنا اس غلط اور گستاخانہ عبارات کے لئے جوابات لکھے گئے اتنا ان کی گستاخی اور بے ادبی سے ان کے اعمال نامے سیاہ ہوتے گئے چند ایک کے نامعقول عذر اور ہمارے جوابات پڑھئے۔

عذرِ نامعقول) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ آئے گا اور بیل وگدھے کا خیال تعظیم و بزرگی سے خالی ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و بزرگی کا نماز میں لحاظ رکھنا شرک وکفر کی جانب لے جاتاہے۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ) ناظرین کچھ سمجھئے آپ عذرِ نامعقول سے اُلٹا نہ ماننے والے کو کافر ومشرک بنادیا کیونکہ مذکورہ بالا عذر کا مطلب یہ ہوا جس شخص نے نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وبزرگی کو ملحوظ رکھا وہ اب مومن نہیں رہا بفتویٰ اسماعیل دہلوی کافر ومشرک ہوگیا۔

افسوس! کہ عذرِ لنگ میں "مولوی اسماعیل دہلوی"نے گستاخی وبے ادبی کے ارتکاب سے برأت کی تو کوشش کی ہے لیکن اس بات کا خیال نہیں کیا گیا کہ اس عذرِ لنگ سے گستاخی اور بے ادبی کا گناہ کتنا ہے اور"عذر گناہ بدتر از گناہ" کا بوجھ سر پر پڑتاہے۔

انتباہ) یہ بھی صرف عذرِ لنگ اور طوقِ لعنت خود اپنے گلے میں ڈالنے والی بات ہے کہ نماز میں تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم متصور ہوگی فلہٰذا نہیں چاہیے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضورسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ پیغمبر ومحبوب ومرغوب ومطلوب اور منتخب رسول ہیں کہ آپ کا ادب و احترام، تعظیم و توقیر ہر وقت ضروری اور لازم اور بالخصوص ان پانچوں نمازوں میں ملحوظ ومقصود ہونا ضروریات میں سے ہے۔

حضورنبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب اور تعظیم و توقیر کو سمجھنے کے لئے فقیر کی کتاب "باادب،بانصیب" یا "گستاخوں کا بُرا انجام"پڑھئے۔یہاں فقیر چند مختصر وہ دلائل عرض کرتا ہے کہ عین نماز میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم کیونکر ہے۔

اگرچہ سیدی اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلِ سنت کا تبصرہ اس حکم کی توضیح (واضح کرنے)کے لئے کافی ہے لیکن پھر بھی آج کل غباوت (کم فہمی)کا زور ہے اسی لئے فقیر مزید چند دلائل عرض کرتاہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔(پارہ9، سورہ الانفال، آیت24)

ترجمہ:اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

فائدہ)آیتِ پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے کا جواب دینا فرض بتایا گیا ہے لیکن اس میں ایک اِحتِمال(امکان) یہ بھی ہے کہ غیر نماز میں بلاوا مراد ہو توخود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اِحتِمال(امکان) کو توڑ کر آیت کے عموم کو بحال رکھا چنانچہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے: عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ المُعَلَّى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فَمَرَّ بِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي، فَلَمْ آتِهِ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهُ، فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ؟ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ[3]

یعنی ابوسعید بن معلی فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے نماز کے بعد حاضرِ خدمت ہوکر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں نماز پڑھ رہاتھا۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ اوررسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

---

3) صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب یا أیہا الذین آمنوا، استجیبوا للہ وللرسول إذا دعاکم لما یحییکم، واعلموا أن اللہ یحول بین المرء وقلبہ، وأنہ إلیہ تحشرون، جلد6، صفحہ 21، حدیث 4647، دار طوق النجاۃ

تبصرۂ أویسی) (1) امر وجوب کے لئے آتاہے اللہ تعالیٰ جس امر کا حکم فرماتاہے اس سے مامور بہ کی تعظیم وتکریم مطلوب ہوتی ہے۔ آیت میں بالاجماع امر وجوبی ہے اور ہے بھی صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر بلائے گا تو بھی اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس لئے عرفی بلاوے سے وہ منزہ(عیبوں سے پاک) ومقدس ہے''لَیْسَ کَمِثْلِہ''اس کی شان ہے۔

(2) خود حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت سے عموم مراد لیا بلکہ برگزیدہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو متنبہ فرمایا کہ آیت میں صلوٰۃ کا بلاوا بھی مراد ہے فلہٰذا میں جب بھی بلاؤں تو تعمیل حکم بجالاؤ اور اس سے یہ بھی نہ سمجھنا نماز باطل ہوگی بلکہ غور کروگے تو کامل ہوگی چنانچہ حضرت علامہ ملا علی القاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں: دَلَّ الْحَدِیثُ عَلَی أَنَّ إِجَابَةَ الرَّسُولِ لَا تُبْطِلُ الصَّلَاةَ کَمَا أَنَّ خِطَابَهُ بِقَوْلِکَ: السَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ لَا یُبْطِلُهَا [4]

یعنی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کا حالتِ نماز میں گفتگو کرنا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں مصروف ہونا اس کی نماز کو باطل نہیں کرتا جیساکہ عین نماز کی حالت میں ''السَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ''کہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

اور صاحبِ توضیح فرماتے ہیں: صرح أصحابنا فقالوا من خصائص النبی أنه لو دعا إنسانا وہو فی الصلاۃ وجب علیه الإجابة ولا تبطل صلاته[5]

یعنی ہمارے اصحاب نے تصریح (وضاحت)کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ اگر آپ کسی انسان کو بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہوتو اس پر لازم ہوجاتاہے کہ نماز کا پڑھنا موقوف کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنے اگر کسی نے اس طرح کیا تو اُس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔

کعبہ کا کعبہ)اسی آیت سے بعض فقہاء نے ثابت کیا کہ نمازِ فرض یا نفل پڑھنے والے کو واجب ہے کہ وہ حضورسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے پر نماز توڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو بلکہ بعض کے نزدیک تو یہ حکم ہے کہ اگر نمازی نماز چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تمام کام کرے اور باتیں بھی کرتا رہے کعبہ سے بھی اگرچہ سینہ پھر گیا تب بھی نماز نہ ٹوٹی بلکہ جہاں سے نماز چھوڑ کر گیا تھا وہاں سے آکر پڑھے اُن کی دلیل بھی یہی ہے کہ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ'' سلام اور خطاب ہے تو جب نماز میں غیر اللہ کوسلام کہنا مفسد ِ نماز ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سلام عرض وادب ہے تو جیسے اس خطاب و سلام سے نماز باطل نہیں یہاں بھی بلکہ آپ تو ایک معنی پر کعبہ کے بھی کعبہ ہیں اس لئے کہ آپ کعبہ کے بھی نبی و پیغمبر ہیں اور ہر نبی ورسول اپنے اُمتی کا معنوی قبلہ ہے یہی وجہ ہے کہ شبِ ولادت کعبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی طرف سر بسجود تھا۔ بہرحال اس آیت میں عین نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر ہونے کا حکم ہے اور یہ حکم عین تعظیم مصطفی ہے بلکہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کی مشغولی کے عذر پر سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب(ناراضگی کا اظہار) فرمایا۔

معلوم ہوا کہ عظمتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوتاہی اگر لاشعوری سے ہو تب بھی موردِ عتاب ہے اور جہاں عمداً (جان کر)اس کا ارتکاب ہو بلکہ عظمتِ مصطفی بجالانے کو کفر وشرک سے تعبیر کیا جائے تو پھر اس بدبخت کا کیا حال ہوگا۔

---

4) مرقاۃ المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، جلد4، صفحہ1459، حدیث2118،دارالفکر، بیروت-لبنان

5) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب التطوع، باب اذا دعت الام ولدها فی الصلاۃ، جلد7، صفحہ282،داراحیاء التراث العربی، بیروت

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعظیمِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم عین نماز میں

بخاری شریف میں ہے: أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي الفَجْرِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَلِّي بِهِمْ، فَفَجِئَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صُفُوفٌ، فَتَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى عَقِبَيْهِ، وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ الخ۔ [6]

یعنی جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیائے عالم سے کوچ فرمایا اس دن صبح کی نماز کے وقت آپ نے حجرۂ مقدسہ کے دروازہ کا پردہ اُٹھا کر مسجد کی جانب نظر فرمائی اور تمام صحابہ کو صدیق اکبر کی اقتداء میں نماز پڑھتے دیکھ کر اظہارِ مسرت کے طور پر مسکرائے۔سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خیال کیا کہ آپ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں تشریف لانا چاہتے ہیں اس لئے وہ آپ کی تعظیم وتوقیر بجالاتے ہوئے پیچھے ہٹے تاکہ مصلیٰ پر آپ تشریف لائیں۔

تبصرۂ اُویسی (1) غورفرمایئے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی اور نمازی ہوسکتا ہے جبکہ نماز میں دائیں بائیں التفات (توجہ)مکروہ ہے اوریہاں دائیں بائیں نہیں بلکہ دور حجرۂ اقدس تک صدیق اکبر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مشتاقانہ ومنتظرانہ نگاہ سے تک(مسلسل دیکھ) رہے ہیں کہ کب حجرۂ اقدس سے باہر تشریف لاتے ہیں یہ زائرینِ مدینہ سے پوچھے کہ محرابِ نبوی وحجرۂ اقدس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے۔

(2) عین نماز میں ہٹ جانا جبکہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجرۂ اقدس سے باہر بھی نہیں نکلے بلکہ صرف دور سے معائنہ فرمارہے ہیں اور خوش ہورہے ہیں کہ الحمد للہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم امامتِ یارِ غار پر متفق ہیں لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی سے مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹ رہے ہیں یہ تعظیم وتکریم نہیں تو اورکیا ہے بلکہ اس سے پہلی نمازوں کا حال اسی بخاری شریف ودیگر کتبِ حدیث وسیر میں صریح الفاظ میں موجود ہیں کہ نبی پاک، شہ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جونہی مصلیٰ شریف کے قریب پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً مصلیٰ شریف سے ہٹ کر پیچھے ہوئے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم مصلیٰ پر امامت کے لئے آگے بڑھے یہاں بھی سوال ہوتاہے کہ غیر اللہ کے لئے مصلیٰ چھوڑنا اور پیچھے ہٹ جانا اور غیر امام کا بلاوجہ امام بن جانا کیا یہ تمام مفسدات ِ صلوٰۃ ہیں لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے تو اس کا جواب بھی شارحین نے یہی لکھا ہے کہ یہ خصوصیاتِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے چنانچہ عمدۃ القاری میں ہے:بهذا الحديث غير صحيح لأن ذلك من خصائص النبي ذكر ذلك ابن عبد البر وادعى الإجماع على عدم جواز ذلك لغيره

وقال بعض المالكية أيضا: تأخر أبي بكر وتقدمه من خواصه ولا يفعل ذلك بعد النبي [7]

---

[6] صحیح البخاری، کتاب ابواب العمل فی الصلاۃ، باب من رجع القھقری فی صلاتہ، أو تقدم بأمر ینزل بہ،جلد2، صفحہ63، حدیث1205،دار طوق النجاۃ

[7] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب من دخل لیؤم الناس فجاء الإمام الأول فتأخر الأول أو لم یتأخر جازت صلاتہ، جلد5،صفحہ210،دار احیاء التراث العربی، بیروت

یعنی اس حدیث سے دلیل پکڑنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کے لئے بھی جائز ہے تو غلط ہے کیونکہ یہ تو حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے اس عدم جواز پر ابن عبدالبر نے اجماع کا دعویٰ کیا ہے

اور بعض مالکیہ نے فرمایا کہ ابوبکر کا مقدم ہونا اور حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام بن جانا یہ بھی حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے کے لئے بالکل ناجائز وحرام ہے۔

انتباہ)اس تعظیم وتکریم جیسی کیفیت نہ کسی کو نصیب ہوئی نہ ہوگی کہ عین نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے تک تک کے دیکھتے رہنا اور پھر تشریف آوری کی اُمید پر مصلیٰ چھوڑدینا تعظیم وتکریم نہیں تواور کیا ہے اگرعین نماز میں ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم عین اسلام کو شرک اور کفر بلکہ بیل و گدھا وجماع سے بدرجہا بدتر کہنا اور کہنے والے کو گندے اور خبیث قول کی نہ صرف تائید بلکہ

صحابہ کرام اور تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عین نماز میں

اُسے عین اسلام ثابت کرنا دین واسلام ہے تو پھر ہم سب کو مل کر اسلام پر خون کے آنسو بہاکر اس کا ماتم کرنا چاہیے۔

آگے حدیث کے الفاظ ہیں: وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلاَتِهِمْ، فَرَحًا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَأَوْهُ، فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا، ثُمَّ دَخَلَ الحُجْرَةَ، وَأَرْخَى السِّتْرَ، وَتُوُفِّيَ ذَلِكَ اليَوْمَ [8]

یعنی اور مسلمانوں (صحابہ)نے نماز میں حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار وزیارت کی خوشی میں نماز توڑ دیں تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز کو پورا کرو پھر حجرہ میں تشریف لے گئے اور حسبِ دستور پردہ لٹکا دیا اور اسی روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہ) (1) گویا وصال کی گھڑیوں سے چند لمحات پہلے مُہر ثبت فرماگئے کہ

بہ مصطفی برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست	اگر بہ اونہ رسید ی تمام بولہبی است [9]

یعنی خود کو درِ مصطفی (ﷺ) تک پہنچا کر دم لو۔ اس لئے کہ اگر تم اس مقام تک نہ پہنچ سکے تو سمجھ لو کہ پھر بولہبی کے سواکچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

کیونکہ

محمد عربی(ﷺ) کا آبروئے ہر دوسرا است	کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

یعنی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عالم کی آبرو ہیں ۔وہ شخص جو کہ آپ کے در کی خاک نہیں رکھتا اس کے سر پر خاک ہے۔

(2) بخاری شریف کی یہ روایت صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شوقِ دیدار میں قریب تھے کہ نماز توڑبیٹھتے اوراگر آپ اشارے سے حکمِ اتمام(تکمیل) نہ فرماتے تو نماز مکمل نہ ہوسکتی وہ حجرۂ اقدس جہاں ایامِ علالت میں حضور تشریف رکھتے تھے وہی آج گنبدخضریٰ کے روپ میں اَہلِ ایمان و بصیر ت کے لئے مرکزِ تجلیات بناہوا ہے وہ مسجد کے قبلہ والی جانب نہیں بلکہ مشرقی جانب

---

8) صحیح البخاری، کتاب ابواب العمل فی الصلاۃ، باب باب من رجع القهقری فی صلاتہ، أو تقدم بأمر ینزل بہ،جلد2، صفحہ63، حدیث1205،دار طوق النجاۃ

9) علامہ ڈاکٹر محمد اقبال قادری:ارمغانِ حجاز

ہے تو اس جانب سے حضور ﷺ کو دیکھنا التفاتِ نظر بلکہ چہروں کو قبلہ سے پھیرے بغیر ممکن نہیں اور پھر آپ کے اشارے کو دیکھنا اور سمجھنا بغیر اس کے متصور (تصور) نہیں ہوسکتا کہ سب پروانوں کی نظر اس شمع نبوت پر لگی ہوئی ہوں۔ یہ تعظیم سے تو تھا لیکن حدیث شریف میں ''أَتِمُّوا''(مکمل کرو) کے لفظ ہے نہ کہ ''اَفْسِدُوْا''(توڑ دو) لیکن جو دل فساد سے لبریز ہو اُس کا کیا علاج۔

(3) صحابہ کرام مع ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلائے امامت سے امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پیچھے ہٹے لیکن کسی کی نماز میں کوئی خلل نہ ہوا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

عارفین کاملین اپنی نمازوں میں ان کی ذات کو مشاہدہ فرمانے کے بعد ہدیہ سلام ونیاز عرض کرتے ہیں اور بارگاہ قدس کے حریم ناز (حرمت والی جگہ) میں حبیب کو حبیب کی بارگاہ میں دیکھ کر نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرتے ہیں لہٰذا اُن کی نمازوں میں خلل پیدا بھی نہیں ہوتا اور عوام کو بھی اس حرم حریمِ قدس تک واصل ہونے کا طریقہ یہی بتلایا ہے تاکہ وہ بھی اُن کے حضور ووصول سے مشرف ہوسکیں۔

سوال) ممکن ہے کہ صحابہ کرام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس قاعدہ پر نماز کو چھوڑنے کا قصد کررہے ہوں جسے تو (اُویسی) نے ''القول المو یّد''میں لکھا ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے کی امامت ناجائز ہوتی ہے۔

جواب) سبحان اللہ! ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' مثال مشہور ہے مخالفین کو فقیر اُویسی کا قاعدہ تو نظر آگیا لیکن بخاری شریف کی صریح و صحیح حدیث بھول گئے کہ اس نماز پڑھانے کی سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اجازت بخشی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم سے اُن کا دل گھٹتا ہے تو گھٹتا رہے یہی کیفیت منافقین کی تھی حالانکہ حدیث پاک سے صاف اور واضح طور پر ثابت ہوا کہ صحابہ کرام اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا منشاء(مقصد) اُس وقت صرف اور صرف تعظیمِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھی اور بس! لیکن مخالفین کی بدقسمتی کا علاج کون کرے؟

جواب2) لیجئے خود صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اپنی کاروائی وہ کیا فرماتے ہیں اسی بخاری شریف میں ہے کہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فراغت کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: مَا مَنَعَکَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ أَشَرْتُ إِلَيْکَ؟

یعنی تمہیں کیا تھا جب میں نے خود اشارہ فرمایاتو بھی تم نے نماز نہیں پڑھائی اور پیچھے ہٹ گئے؟

عرض کیا: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (10)

یعنی ابوقحافہ کے بیٹے کو یہ لائق نہیں کہ وہ رسول کے آگے کھڑے ہوکر نماز پڑھائے۔

اسی عمل کو تو جملہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہترین ادب شمار کرتے آئے کہ آپ نے رہتی دنیا تک ثابت کردکھلایا کہ

اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے	ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں

جواب3) جب ثابت ہوا کہ صحابہ بالخصوص صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل مبنی بر تعظیم مصطفی (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یقین تھا کہ یہ حضرات نماز میں میری تعظیم وتکریم اور آداب بجالارہے ہیں تو آپ لازماً اُن کو روکتے یا نفرت وکراہت کا اظہار فرماتے۔

---

10) صحیح البخاری، کتاب ابواب العمل فی الصلاۃ،باب رفع الایدی فی الصلاۃ لامر ینزل بہ، جلد2، صفحہ66، حدیث1218،دار طوق النجاۃ

کسی ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی اس کی تصریح کا معمولی اشارہ نہیں ملتا بلکہ ہماری تائید نہ صرف بخاری شریف بلکہ بقول مولوی انور شاہ کشمیری ووجدت ہذا الحدیث فی أحد عشر کتاباً۔(العرف الشذی) [11]

یعنی گیارہ کتب سے ہوتی ہے۔

حالانکہ اگر یہ مفسدِ نماز یا شرک وکفر کی بات ہوتی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کب خاموش رہ سکتے تھے بلکہ اُن کو نماز لوٹانے کا حکم فرماتے۔

صحابہ کرام کا ایک اور عمل)ویسے تو اس موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اس قسم کے واقعات جمع کروں تو ہزاروں نظائر کتب احادیث و سیر میں ملیں گے منصف مزاج کے لئے اتنا کافی ہے لیکن مزید تسلی کے لئے ایک اور واقعہ حدیثِ صحیح از صحاح ستہ ملاحظہ ہو

ابتداء اسلام میں جب کہ پاک جوتوں میں (جوکہ موزوں کی طرح نرم ہوا کرتے تھے کہ انہیں پہن کر سجدہ کیا جائے تو پاؤں کی اُنگلیاں زمین پر اچھی طرح لگ جاتی تھی)نماز ادا کرنے کا عام رواج تھا۔اسی رواج کے دنوں میں ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اس قسم کے جوتے پہن کر نماز ادا کررہے تھے عین نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور آپ کو(جوتے کا) جوڑا اُتار پھینکے کا حکم ہوا آپ نے اسی وقت (جوتے کا)جوڑا اُتا ر دیا۔آپ کو دیکھ کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے نماز کی حالت میں اپنے اپنے پیروں سے جوتے الگ کردیئے۔سلام پھیرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے اس کی وجہ پوچھی تو اُنہوں نے عرض کیا: رَأَیْنَاکَ أَلْقَیْتَ نَعْلَیْکَ فَأَلْقَیْنَا نِعَالَنَا [12]

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین مبارک اُتارتے دیکھ کر ہم نے بھی اپنی اپنی نعلین اُتاردیں۔

تبصرۂ اُویسی غفرلہٗ)صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز کی حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کو ملحوظ ومقصود سمجھتے تھے اور آپ کی پیروی و اتباع کو لازم سمجھتے تھے اگر تعظیم وتوقیر نہ ہوتی تو نماز میں اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا مبارک اُتارنا اور پھینکنا کیسے معلوم ہوا جبکہ نمازی کوحکم ہے کہ قیام میں سجدہ گاہ پر نظر جمائے رکھے لیکن صحابہ کرام نے تو سرکار کے اس عمل کو دیکھا۔

فائدہ)اس حدیث شریف سے اس بہادر قوم نے جس کے ساتھ ہم ابھی محوِ گفتگو ہیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لا عملی ثابت کی ہے۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اس کے جوابات آئینۂ وہابیہ میں لکھے ہیں ایک جواب یہاں حاضرِ خدمت ہے۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں ارقام فرماتے ہیں:

وقذر بفتح قاف و ذال معجمہ دراصل آنچہ مکروہ پندارد آنرا طبع وظاہر انجاستے نبود کہ نماز بآں درست نباشد بلکہ چیزے بود مستقذر کہ طبع آنرا نا خوش دارد والا نماز از سرمیگرفت کہ بعضے از نماز بآن گزاردہ بود وخبردادن جبرئیل بآن وبرآوردن از با جہت کمال تنظیف وتطہیر بود کہ لائق بحال شریف وے بود۔[13]

---

11) العرف الشذی شرح سنن الترمذی، أبواب الصلاۃ، باب منہ أیضا، جلد1، صفحہ353، دارالتراث العربی، بیروت

12) سنن ابی داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل، جلد1، صفحہ175، حدیث650، المکتبۃ العصریۃ، صیدا-بیروت

13) (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلاۃ، باب الستر، الفصل الثانی، المجلد1، الصفحۃ373، مطبع منشی نول کشور لکھنؤ)

یعنی "جوتے مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نماز جائز نہ ہوتی ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاپوش(جوتے) اُتارنے میں اکتفا نہ فرماتے (یعنی صرف جوتے نہ اُتارتے)بلکہ نماز ہی ازسرِ نو پڑھتے۔پس جب آپ نے ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایس ہی نجاست نہ تھی جس سے نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبرائیل علیہ السلام کا خبر دینا اظہارِ عظمت او ررفعت ِشان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے کہ کمالِ تنظیف وتطہیر (پاکیزگی)حضوراکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاول پور، پاکستان